عصری تکثیری سماج کے مسائل؛نوجوانوں کا کردار اور ذمہ داریاں

(فقہ السیرۃ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ)

*ڈاکٹر ثمینہ سعدیہ

Abstract

A multi-ethnic society is a society that has many different ethnic groups within their common social identity or "nation," including differences in race, history and culture. The majority of cities and towns in most countries are multi-ethnic societies. It is an important component of a successful multi-ethnic society is an understanding and tolerance towards all kinds of people. Without the acceptance of the differences between cultures and ethnic groups, a multi-ethnic society will be divided and prone to unrest. Islam is a fastest growing religion in West. In the next half century or so, Christianity's long reign as the world's largest religion may come to an end. Indeed, Muslims will grow more than twice as fast as the overall world population between 2015 and 2060 and, in the second half of this century, will likely surpass Christians as the world's largest religious group. Muslims are facing many challenges in the West, especially in terms of islamophobia and hate. Nearly 75 percent of Muslim Americans either know someone who has or have themselves experienced an act of anti-Muslim discrimination, harassment, verbal abuse or physical attack since September 11. Almost half of Americans believe that Islam is more likely than other religions to promote violence. Muslim youth can contribute to Islam by giving time, talent and money. It is their duty and privilege to present the truth and proof about Islam and what it represents. They desire to clear up misconceptions and misunderstandings about Islam to help others see the true message that came with all of the prophets from Adam, Abraham, Moses, Jesus and Muhammad, peace be upon them all. They should also play an important role to bring about positive change in society, and should work with an objective of making Islam prevalent over all the other ways of life.

Key Words: Youth, Responsibilities, Role, Multi-Ethnic, Society

اوّلین انسان آدم و حوّا سے لے کر انسان کے طویل اجتماعی سفر میں بے شمار اور متنوع سماج معرض وجود میں آئے، جو اپنے مخصوص عقائد وافکار اور رسومات کے سبب ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس تہذیبی و معاشرتی سفر میں مصری، یونانی، ہندی،رومی اور ایرانی سماج کو سربلندی حاصل رہی۔ طلوعِ اسلام کے وقت یہ تمام معاشرے اپنا اجتماعی اثر کھوچکے تھے اور مذہبی، معاشرتی واخلاقی اعتبار سے روبہ

---

*: اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر پنجاب یونیورسٹی،لاہور

زوال تھے۔ عرب کا سماج جہاں متعدد قبائل میں منقسم تھا وہیں اپنے اندر متنوع مذاہب پر مشتمل یہ معاشرہ ایک خدا، ایک رسول اور ایک قرآن کے عَلَم کے نیچے متحد و مجتمع ہو کر صدیوں تک تمام دنیا کے لیے سیادت اور راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہا۔ بعد ازاں قرآن و سنّت سے دوری، غفلت، عیش کوشی اور سہل پسندی کی بناء پر زوال پذیری کا شکار ہوتا چلا گیا۔ گو کہ تعداد کے اعتبار سے اسلام اب بھی دنیا کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔

گذشتہ دو تین دہائیوں سے جدید ٹیکنالوجی کے نتیجے میں ذرائع ابلاغ و مواصلات نے محیرّ العقول ترقی کی ہے۔ جس کی بناء پر عالمی سطح پر معاشروں کے درمیان فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔ "مسلمانوں کے امریکہ میں آباد ہونے کا باقاعدہ آغاز ۱۹۱۲ء سے ہوا۔ اس دوران ترکی، لبنان، فلسطین، شام، یوگوسلاویہ، روس، البانیہ اور پولینڈ سے متعدد مسلمان یہاں ہجرت کر کے آئے۔"[1] "امریکی مسلمانوں میں افریقی، عربی، ہندی، پاکستان، یورپی، ترک، ایرانی اور افغانی النسل افراد شامل ہیں جو نیویارک، بوسٹن، واشنگٹن اور شکاگو میں رہتے ہیں۔"[2] PEW ریسرچ سینٹر کی ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق فرانس میں مسلمانوں کی تعداد 5,720,000، جرمنی میں 4,950,000، برطانیہ میں 4,130,000، اٹلی میں 2,870,000، نیدرلینڈ میں 1,20,000 اور اسپین میں 1,180,000 ہے۔[3] یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے متعلق دی گارڈین کا مقالہ نگار رقم طراز ہے۔

"Islam is the fastest growing religion in the world more than twice as fast as the overall global population. Between 2015 and 2016 the world's inhabitants are expected to by 32% but the Muslim population is forecast to grow by 70%. And even though Christian will also outgrow, the general population over that period, with an increase of 34% forecast mainly thanks to population growth in Sub-Sahara, Africa, and Christianity is likely to lose its spot in the world religion league table to Islam by the middle of this county.[4]

آسٹریلیا بھی کثیر الجہتی سماج ہے جہاں عیسائیوں کے علاوہ اقلیتوں میں ہندو، مسلمان، سکھ اور بدھ مت کے پیروکار موجود ہیں۔ بقول Michael Quinlam:

"Australia is a multi-faith society. The 2016 census shows that, while the mix of belief has changed over the years, Australia remains a pretty religious place." [5]

عالمگیر استعماری نظام کے تسلّط کے لے کوشاں امریکہ اور دیگر مغربی طاقتوں کو مغرب کے ان دانشوروں کے نقطہء نظر پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جن کا قطعی مؤقف یہ ہے کہ

"The world is not going to become western. Neither the west nor the rest is going to become this world. Diversity is here to stay."[6]

سیاسی مسائل:۔ جنوبی ایشیا میں بسنے والے مسلم اقلیتی سماج کے مسائل سے کون واقف نہیں۔ جہاں مسلمانوں کو مختلف شعبہ ہائے حیات میں مسائل ومشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ خاص طور پر سیاسی میدان میں مسلمانوں کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ افتخار گیلانی کے مطابق:

"بھارت میں مسلمان کسی حد تک سیاسی طور پر بے وزن ہو چکے ہیں۔ 'پچھلے سال وزیرِ اعظم نریندر مودی کے آبائی صوبہ گجرات میں کانگریس نے بی جے پی کو ہروانے کے لیے جہاں پوری قوت جھونک دی تھی، وہیں کارکنوں کو باضابطہ ہدایت دی گئی تھی کہ اسٹیج پر کوئی مسلم لیڈر براجمان نہ ہو، حتیٰ کہ گجرات سے کانگریس کے مقتدر لیڈر اور سونیا گاندھی کے سیاسی مشیر احمد پٹیل کو پس پردہ رہنا پڑا۔ امیدواروں کو بتایا گیا تھا کہ وہ مسلم محلّوں میں ووٹ مانگنے نہ جائیں اور جلسے جلوسوں میں لمبی داڑھی اور ٹوپی والوں کو اگلی صفوں میں نہ بٹھائیں۔"[7] اسرائیل میں تو باقاعدہ نسل پرستی کا قانون رائج ہے۔ تمار انصار کے بقول:

" ۲۰۱۲ء میں اقوامِ متحدہ کے ایک خصوصی نمائندے نے رپورٹ میں لکھا تھا کہ اسرائیلی حکام اراضی کی ترقی کے لیے ایک ایسے ماڈل پر عمل پیرا ہیں جس میں اقلیتوں کو نکال باہر کیا گیا ہے اور یہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک پر مبنی ہے۔"[8] برما میں کمیونسٹ فوجی حکومت نے دولاکھ سے زائد مسلمانوں کو پیشگی اطلاع کے بغیر ملک سے جبرًا نکال باہر کیا۔ سری لنکا میں تامل علیحدگی پسندوں نے کئی مسلم دیہات کو آبادیوں سمیت جلا کر رکھ دیا۔ آج مقبوضہ کشمیر کے مسلمان بھارتی لابی کے ہاتھوں جن بدترین مظالم کا شکار ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

"آسٹریلیا میں بعض متعصّب مذہبی رہنما مثلاً Paster Nalliah اسلام اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں نہایت متعصّبانہ روّیہ رکھتے ہیں۔ Paster Nalliah کا کہنا ہے کہ:"ہم قرآن اور اسلامی شریعت کو اپنا کر اس قوم کے غلام بن جائیں یا بائبل کو اپنا کر ایک آزاد جمہوری معاشرہ قائم کریں۔" بعد ازاں نیلیا نے ایک سیاسی پارٹی قائم کی جس کا مقصد مسلمانوں کی آسٹریلیا میں آمد پابندی لگانے کا مطالبہ تھا۔"[9]

امریکن عرب اینٹی ڈسکریمینیشن کمیٹی کے ڈائریکٹر عبید ایوب کا کہنا تھا کہ امریکہ میں مسلمان مخالف صورتحال خطرناک حد تک خراب ہوتی جا رہی ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک صورتحال یہ ہے کہ اس سے قبل کبھی بھی سیاست دانوں نے اس طرح کھل کر مسلمان مخالف بیانات نہیں دیئے۔[10]

وقار ھند کی رپورٹ کے مطابق:، یورپی یونین کے ۲۱ ممالک میں اس وقت مسلمان انتہائی ڈر اور خوف کے سائے میں زندگی گزار رہے ہیں اور خاص طور پر پیرس پر ہونے والے حالیہ حملوں کے بعد یورپی

مسلمانوں پر عرصہ ءحیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ اب وہ نہ صرف کھل کر وہاں موجود مسلمانوں کی مخالفت کر رہے ہیں بلکہ سرِعام مسلمانوں کے قتل اور املاک کی تباہی میں مصروف ہیں۔[11]

مذہبی مسائل:۔ امریکہ اور یورپ کے ان کثیر الجہتی معاشروں میں مسلمانوں کو دو طرح کی نوعیت کے مذہبی مسائل کا سامنا ہے۔ ایک تو مسلمانوں بالخصوص نوجوان طبقے کی دین سے دوری اور مغربی طور طریقوں کو اپنانا اور دوسرا یہ کہ دینِ اسلام پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والوں کو تنقید وتضحیک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر کتانی لکھتے ہیں:

"دو یا تین نسلوں سے یہ مسلمان عرب اسلام سے کس قدر بیگانہ ہو گئے ہیں کہ ان میں بعض اسلام کے بنیادی اصولوں تک سے ناواقف ہیں اور بسم اللہ تک درست نہیں پڑھ سکتے۔ شراب اور عورت مرد کا آزادانہ اختلاط مسلم معاشرے کو تباہ کر رہا ہے۔ اور برازیلی لڑکیوں کے ساتھ شادی کی وجہ سے نئی نسل عیسائی ہوتی جارہی ہے، یہی حالت ارجنٹائن کے عربوں کی ہے جن کی تعداد تین لاکھ ہے۔"[12]

دوسری قسم کے مذہبی مسائل ان مسلمانوں سے متعلق ہیں جو شعائرِ اسلام پر عمل پیرا اور اپنا دینی ومذہبی تشخص برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ ان پر دہشت گردی اور مذہبی انتہا پسندی کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ بالخصوص ۱۱/۹ کے بعد امریکہ اور مغرب میں یہ تاثر تقویت پکڑ گیا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ یہودی اور عیسائی مسلمانوں کے خلاف کسی بھی کاروائی اور شعائرِ اسلام کی اہانت سے بالکل گریز نہیں کرتے۔ مسعود ابدالی کے بقول: "سانحہ ستمبر کے بعد مسلمانوں کے خلاف زہریلی مہم کا آغاز ہوا تو پگڑیوں اور لمبی داڑھیوں کی بناء پر بعض مقامات کے سکھوں کو مسلمان سمجھ کر ان پر حملہ آور ہوئے، جبکہ خواتین کے دوپٹے کو مسلم مذہبی علامت سمجھا جارہا ہے، جس کی بناء پر انتہا پسند انہیں نشانہ بنارہے ہیں۔"[13]

افتخار گیلانی لکھتے ہیں: "ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ گیرٹ وائلڈر نے گستاخانہ خاکوں کے مقابلوں کا اعلان کیا تھا۔ وائلڈر نے اپنے تحریری پیغام میں کہا کہ اس نے قتل کی دھمکیوں اور مسلمانوں کے ممکنہ ردّعمل کے پیشِ نظر مقابلہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا ہے، میں نہیں چاہتا کہ دنیا بھر میں اس معاملے پر افراتفری پھیلے بھارتی حکمران بی جے پی کی انفارمیشن ٹیکنالوجی سیل سے مستعفی چند رضاکاروں نے آن ریکارڈ بتایا کہ ہم کو مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرنے کی تربیت دی جاتی تھی۔"[14]

۴ جولائی ۲۰۱۶ء کی رپورٹ کے مطابق امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر ہوسٹن کی مسجد کے باہر نماز پڑھنے کے لیے جانے والے آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر ارسلان پر ماسک پہنے ہوئے ۱۳ افراد نے فائرنگ کے ذریعے حملہ کیا۔ قبل ازیں امریکہ میں مسجد کے باہر نامعلوم افراد نے مسلمان لڑکے پر تشدّد کیا اور ایک شخص کو

گرفتار کر لیا۔[15] یورپ میں فرانس وہ ملک ہے جہاں سب سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ مرین لوپن وہاں مسلم مخالف جماعت "نیشنل فرنٹ" کی سربراہ ہے۔ س کا دیرینہ مطالبہ یہ رہاہے کہ فرانس میں برقع پہننے اور مسلمان مہاجروں کی آمد پر پابندی لگادی جائے۔[16]

معاشرتی مسائل:۔ مغربی سماج میں سکونت پذیر مسلم خاندانوں کو بہت سے معاشرتی واخلاقی مسائل کا سامنا ہے۔ کچھ تو غیر اسلامی ماحول اور اجنبی ماحول کی وجہ سے اور کچھ ان کے وہاں اقلیت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ امریکہ میں مسلمانوں کے لیے رجسٹریشن کے مسائل سنگین صورتحال اختیار کر چکے ہیں۔ چونکہ ہر مسلمان کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور اس انداز سے تفتیش کی جاتی ہے کہ جیسے وہ امریکہ میں آئے ہی دہشتگردی کے لیے ہیں۔ امریکی تحقیقاتی ادارے FBI نے امریکہ میں امتیازی سلوک کے حوالے سے رپورٹ میں کہاہے کہ امریکہ ۲۰۰۹ء میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کی بنیاد پر جرائم کی تعداد ۱۰۷ تھی جو ۲۰۱۰ء میں بڑھ کر ۱۴۰ ہوگئی ہے۔[17] برطانیہ کے معروف اخبار "Independent" میں برطانیہ کے تعلیمی اداروں میں مسلمان طلبہ کے خلاف بڑھتے ہوئے تعصّب کے واقعات پر مبنی ایک رپورٹ شائع ہوئی۔ Oxford shire کے ایک سکول میں اچھے تعلیمی ریکارڈ کے حامل دس سالہ مسلمان طالب علم کو اس وقت نہایت پریشانی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا جب تاریخ کے پیریڈ میں شروع ہونے والی بحث میں حصہ لیتے ہوئے ٹیچر نے کہا کہ اس کی خواہش ہے کہ مسلمان کو سبق سکھانے کے لیے گستاخانہ خاکوں والی شرٹس استعمال کی جائیں۔ بچے کا کہنا ہے کہ پیریڈ ختم ہونے کے بعد مجھ سے عمر میں بڑے لڑکوں کے ایک گروپ نے روک کر مجھے تشدّد کا نشانہ بنایا اور "دھشت گرد" اور "پاکی" کے لفظ سے پکارا۔[18] غیر ملکی میڈیا کے مطابق ۲۲ سالہ مسلمان نوجوان نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا، جس پر پولیس نے دہشت گردانہ حملے کے خوف سے اس پر جرمانہ عائد کردیا۔[19]

اسلامی تہذیب کا ایک جداگانہ تشخص ہے جو دیگر تمام تہذیبوں سے ممیّز وممتاز ہے۔ خوشی اور غمی میں مسلمانوں کے اپنے اسلامی طور طریقے ہیں لیکن یورپ اور امریکہ میں رہنے والے مسلمان ان مواقع پر بھی معاشرتی مسائل کا شکار ہیں۔ سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں: "انہوں نے امریکہ میں ایک میّت کو دیکھا جس کو تابوت میں رکھا ہوا تھا۔ ٹائی لگی ہوئی تھی اور میک اپ کیا ہوا تھا۔ عیسائی بھی آتے اور میّت کو کس (Kiss) کر رہے تھے۔"[20] کونسل آف امریکن اسلامک ریلیشن کے ڈائریکٹر ابراھیم ہوپر کا کہنا ہے کہ پیرس حملوں کے بعد وہ لوگ یہاں ہسٹریا اور خوف کے ماحول میں زندگی گزار رہے ہیں ایسا نفرت

انگیز ماحول جو نائن الیون کے بعد بھی نظر نہیں آیا تھا۔ پیرس حملوں کے فورًا بعد ورجینیا میں ایک مسجد کو نذرِ آتش کر دیا گیا جبکہ اس کی دیواروں پر نفرت انگیز عبارت بھی درج کی گئی۔[21]

درج بالا حقائق سے عیاں ہیں کہ دنیائے مغرب میں مقیم تقریباً ۵ کروڑ مسلمانوں میں سے جو اسلامی روایات واقدار پر عمل کرتے ہیں انہیں آسٹریلیا سے لے کر امریکا اور ارجنٹائن تک کئی مسائل کا سامنا ہے. اس صورتحال نے اسلامی ومغربی ہر دو تہذیب کے مابین ایک ایسی فصیل کھڑی کر دی ہے جس کو پاٹنے کے لیے دونوں تہذیبوں کے دانشوروں کو کوئی متفقہ لائحہ عمل تلاش کرنا ہوگا۔

اقتصادی مسائل:۔ بیسویں صدی کے نصف میں امریکہ اقتصادی ترقی کے عروج پر پہنچا تو عرب، مشرقِ وسطیٰ اور ایشیا کے مسلمانوں نے بھی امریکہ اور مغربی ممالک کا رُخ کیا۔ "امریکہ میں ایک مسلمان کو ملازمت حاصل کرنے کے لیے دوگنا اچھا بننا پڑتا ہے، حجاب کے باعث عورتوں کو اور داڑھی کے باعث مردوں کو ملازمت سے فارغ کرنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں"[22]

بقول طیّبہ ضیاء چیمہ: "پہلے ہمیں ہر جگہ بلا تفتیش وترّدد نوکری مل جاتی تھی گرین کارڈ اور ورک پرمٹ نہ ہونے کے باوجود کام مل جاتا تھا۔ مگر اب صورتحال یہ ہے کہ امریکہ میں پیدا ہونے والے یعنی سو فیصد مصدقہ امریکی مسلمانوں کو بھی نوکری نہیں ملتی۔ اسلامی نام سنتے ہی وہ معذرت کر لیتے ہیں۔"[23] "امریکہ میں مسلمان طلباء کو بدحال کر دیا گیا، دن رات محنت مزدوری کرنے والے لاچاروں کے پیچھے (ایف۔بی۔آئی) لگا دی گئی۔ بے گناہوں کو جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ ایک کثیر تعداد کو ٹھٹھرتی سردی اور برف باری میں بے سروسامان کینیڈا میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا گیا۔"[24] پیرس میں اسلام کے نام پر دھشت گردی کے حملوں نے نہ صرف فرانس بلکہ دیگر یورپی ممالک میں مسلمانوں کی زندگی کو اذیّت ناک بنادیا ہے۔ وقارِ ھند کی رپورٹ کے مطابق: "یورپ کے مسلمانوں میں ایک خوف پیدا ہو گیا ہے کہ عدمِ رواداری کے اس بڑھتے ہوئے ماحول میں ان کا مستقبل کیا ہوگا کیونکہ ان کی تعلیمی اور تجارتی سرگرمیاں پیرس حملوں کے بعد ابری طرح متاثر ہو رہی ہیں۔"[25]

نوجوانوں کا کردار اور ذمّہ داریاں:۔ تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں رونما ہونے والے بڑے بڑے انقلابات میں نوجوانوں کا اہم حصہ رہا ہے۔ نوجوانوں کی اہمیت اور کردار کے بارے میں قرآن کریم اصحابِ کہف کے حوالہ سے نوجوانوں کے کردار کو واضح کرتا ہے۔ جنہوں نے ظالم حکمرانوں کے سامنے حق پرستی کا اعلان کیا اور اپنے ایمان کی حفاظت کی۔ ان نوجوانوں کا کردار دورِ حاضر کی نوجوان نسل کے

لیے نمونہء عمل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جن نوجوانوں کو تیار کیا اور تربیت دی وہ با کردار اور باصلاحیت انسان تھے۔ احادیثِ رسول ﷺ میں نوجوانوں کے کردار اور ان کی ذمّہ داریوں کے حوالے سے راہنما اصول کثرت سے ملتے ہیں۔ چنانچہ آج کا نوجوان فقہ السیرۃ کی روشنی میں ایمان پر استقامت، مذھبی رواداری، مثبت اور تعمیری سوچ، محبت واخوّت، پیہم جدوجہد، اعتدال وتوازن، تخلیقی صلاحیتوں کی بارآوری اور خاندانی روابط کی تعمیر کے ذریعے عصری تکثیری سماج کے مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کرتے ہوئے مثالی تکثیری سماج تشکیل دے سکتے ہیں۔ آج کے نوجوان عصری تکثیری معاشرے کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے سیرتِ طیبہ کے درج ذیل زریں اصولوں کی روشنی میں اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔

ایمان پر استقامت:۔ سماجی زندگی کے تمام معاملات کی بنیاد ایمانیات پر ہے۔ درحقیقت انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی کی بنیاد اعتصام باللہ پر ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: انّ الذین قالوا ربّنا اللہ ثم استقاموا[26] **اور آپ** ﷺ نے فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم [27]" کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر ثابت قدم رہو"[28] اسی استقامت کا مظاہرہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لاکر رکھ دیں، تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔ اللہ اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود ہی اس پر نثار ہو جاؤں گا۔[29]

مذھبی رواداری:۔ مذہبی وفکری اختلافات اور لسانی تنوع و تکثر اللہ تعالیٰ کی حکمت ومشیّت کا متقاضی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ[30]

"اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کی تخلیق اور تمہاری بولیوں اور رنگوں کا اختلاف ہے۔ یقیناً اس میں جاننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں" مذہبی واعتقادی اختلاف کا مقصد بندوں کی ابتلاوآزمائش ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُم[31] تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک دستور اور طریقہ بنایا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک قوم بنا دیتا لیکن تا کہ وہ تم کو آزمائے اس میں جو تم کو عطا کیا"

عدمِ رواداری کے باعث عصری تکثیری سماج انتقام، نفرت، باہمی آویزش اور تباہی وبربادی کا شکار ہے، بلکہ ایک ایسے متحارب معاشرے کی منظر کشی ہورہی ہے جہاں دہشت گردی، وحشت اور آمریت نے خوف کی فضا قائم کرر کھی ہے۔ یہاں تک کہ خود مغرب کے روشن فکر دانشوروں نے رواداری کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ بقول یہودی النسل الجزائری فلسفی ژاک دریدا نہ میرے نزدیک تہذیبوں کے مابین بامعنی اور نتیجہ خیز مکالمہ ایسی ہی صورت میں پیدا ہوسکتا ہے اور موجودہ تہذیبی آشوب میں اس کی سخت ضرورت ہے۔"[32]

ڈاکٹر تحسین فراقی کے بقول: ژاک دریدا کے انہی خیالات کے مماثل پیرایے ہمیں ول ڈیورنٹ کے ہاں بھی ملتے ہیں۔ اس کی دانست میں "جو مذہب فضائلِ اخلاق پیدا کرے گا اور باہمی بھائی چارے کو فروغ دے گا، وہ اس باہم متحارب عالمی معاشرے میں بہترین تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ ہم دوبارہ اعلان کرتے ہیں کہ: "تمام انسان بھائی بھائی ہیں اور آزادی کی قیمت باہمی رواداری ہے۔"[33] چودہ سو سال قبل نبی آخر الزماں نے بھی یہی فرمایاکونوا یا عباداللہ اخواناً[34] "اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ" جب نبی اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے مدینے میں معاشرے کو دو اقدام سے مضبوط کیا۔

ا۔ مسلمانوں کے مابین رشتہ مؤاخات قائم کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انصار نے مہاجرین کو اپنے مال اور جائیداد میں شریک کیا۔

۲۔ مدینے میں رہنے والے مسلمان اور یہودیوں کے درمیان ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے مدینہ کے تمام شہریوں کو حقوق و فرائض میں مساوی حیثیت دی گئی اور مدینے کا دفاع سب کی مشترکہ ذمّہ داری رکھی گئی۔

اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکا کا ۴۸ واں سالانہ کنونشن شکاگو میں یکم تا چار جولائی ۲۰۱۱ء کو منعقد ہوا۔ کنونشن کا موضوع "کثیر جہتی یا تکثیری معاشرے کا چیلنج" تھا۔ اس کنونشن میں بین الاقوامی امور کے ماہر پروفیسر جان ایسپوزیٹو نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"مسلمانوں کو نہ صرف امریکی معاشرے میں تکثیریت کا سامنا ہے۔ بلکہ خود مسلم معاشروں میں بھی اس مسئلے کو محسوس کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام فوبیا (اسلام کو ہوّا بنا کر پیش کرنے کا کلچر) مغرب کو اپنی گرفت میں لیتا جارہا ہے۔ اس عمل کے اثرات کو صرف اسی صورت میں مثبت رخ دیا جاسکتا ہے کہ کثیر جہتی معاشرے کو قبول کیا جائے آج حقائق پیچیدہ شکل اختیار کر چکے ہیں، جبکہ ہم کثیر جہتی معاشروں میں رہتے ہیں ہمیں روایات کا آج کے تناظر میں از سرِ نو جائزہ لینا ہوگا۔"[35]

نصب العین سے وابستگی:۔ ڈاکٹر ابراہیم ناجی نے اپنی کتاب Have you discovered its Real Beauty میں ایک واقعہ کے تذکرہ میں لکھا ہے: "میں نے ناروے کے ایک ہوٹل میں کرس نام کے ایک شخص سے پوچھا کہ آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ انہوں نے حیران ہو کر جواب دیا کہ مجھ سے آج تک کسی نے بھی اس طرح کا سوال نہیں کیا، پھر کہا کہ میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے اور زندگی کا کوئی مقصد بھی ہوتا ہے کیا؟"[36] نبی اکرم ﷺ نے اپنی ۱۳ سالہ مکّی زندگی میں صحابہ کرامؓ کے نفوس میں اس مقصد حیات کو ہی جاگزیں کیا

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔[37] "میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے"

دینی تشخص کی بقا:۔ اسلامی سماج اپنے اصول ومبادی، شعائر اور معاشرتی واقتصادی تعلیمات کی بناء پر دیگر تہذیبوں کے برعکس ایک جداگانہ تشخص رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلامی شعائر کی پابندی کریں اور غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت سے گریز کریں، جن کے مقاصد اسلام کے عظیم مقاصد کے برخلاف ہیں۔ چنانچہ آسٹریلین سکالر HSIN YILO اپنے مقالہ میں لکھتی ہیں:

We often and very proudly celebrate and honor our diverse cultures, we have harmony day and multicultural festivals where many Australians from different cultural groups gather and celebrate. Such as the Lunar New Year. Religious freedom and recognition of a multi-faith society on the other hand, does not receive the same amount of support and focus to enjoy the freedom to practice one's faith is a crucial element to a successful and harmonious multi-cultural society.[38]

اپریل کا مہینہ عیسائیت کے تہوار ایسٹر کے حوالے سے معروف ہے۔ کیا ہم نے کبھی ایسٹر کی حقیقت اور اس کے پس منظر سے اپنے بچوں کو آگاہ کیا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر ہمارے بچے ان مدارس سے فراغت کے بعد لبرل ذہنیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک تمام مذاہب کی حیثیت ایک جیسی ہو جاتی ہے۔ وہ محض اپنے والدین اور رشتہ داروں کو خوش کرنے کی غرض سے عید میں شامل تو ہو جاتے ہیں مگر ان میں اپنے دین کے لیے وہ وارفتگی اور دلچسپی نظر نہیں آتی جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔[39] انہی ممکنہ خرابیوں کی بناء پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن الخطاب نے شام کے عیسائیوں کو باقاعدہ پابند فرمایا تھا کہ دارالسلام میں وہ اپنے تہواروں کو کھلے عام نہیں منائیں گے۔ آپؓ کا یہ حکم نامہ تاریخ کی کتب میں مذکور ہے۔

لا تعلموا رطانة االاعاجم ولا تدخلوا علی المشرکین فی کنائسھم، یوم عیدھم فان السخطة تنزل علیھم [40] "عجمیوں کے اسلوب اور لہجے مت سیکھو اور مشرکین کے ہاں ان کے گرجوں میں ان کی عید کے روز مت جاؤ، کیونکہ ان پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔

چنانچہ مغربی تکثیری سماج میں بسنے والے نوجوانوں کو دین کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے پر امن بقائے باہمی کے لیے جس مشترکہ معاشرہ کی بنیاد ڈالی وہ تکثیری سماج کا پہلا نمونہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ۔ جس میں یہودیوں کو مکمل مذہبی آزادی دی گئی اور ان کے دفاع اور تحفظ کی ذمّہ داری لے لی گئی تھی۔ یہ معاہدہ تقریباً ۵۲ دفعات پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالی نے ہمیں پانچ وقت کی ہر نماز کی رکعت میں "**غیر المغضوب علیھم ولا الضالین**" کی شکل میں مغربی اقوام کے طرزِ حیات سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے اور یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے سے ان الفاظ کے ساتھ منع کیا ہے:**من یتولھم منکم فانه منھم**۔[41] "جو کوئی ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں شمار ہو گا" اسی ضمن میں تعلیماتِ نبوی ﷺ نہایت سخت ہیں۔ آپ ﷺ نے غیر مسلم سماج کی عادات واطوار اپنانے کے حوالے سے سختی سے یہ بیان فرمایا۔**من تشبه بقوم فھو منھم**۔[42] "جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ اسی قوم سے ہے" اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ:

تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلی امّتوں کی پیروی کروگے، بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ، یہاں تک کہ اگر ان میں سے ایک گوہ کے سوراخ میں داخل ہو گا تو تم بھی اسی کی رہ پر چلوگے۔ ہم نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ! کیا یہود و نصاریٰ کی راہ پر چلیں گے؟ فرمایا: نہیں تو اور کس کی؟[43]

خیر الامم ہونے کا احساس:۔ گزشتہ چند صدیوں سے دنیا کے بیشتر حصوں پر اور بالخصوص عالمِ اسلام پر یورپ کی حکمرانی رہی ہے۔ اس نے تعلیم، ذرائع ابلاغ اور دیگر تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مغربی فکر کو ذہن میں راسخ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کی ذہنی غلامی کا تجزیہ سید مودودیؒ کے الفاظ میں کچھ اس طرح سے ہے:۔

"مسلمان پسپا ہو رہے ہیں ان کی تہذیب شکست کھا رہی ہے، وہ آہستہ آہستہ مغربی تہذیب میں جذب ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ان کی نئی نسلیں اس تخیل کے ساتھ اٹھ رہی ہیں کہ زندگی کا حقیقی قانون وہی ہے جو مغرب سے ان کو مل رہا ہے۔" نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کے ذہنوں میں دینِ اسلام کی فوقیت اور

برتری کو راسخ کر دیا تھا، غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے برملا صحابہ کرامؓ سے فرمایا تھا: **انتم خیر اھل الارض**[44] "تم روئے زمین پر سب سے بہتر امّت ہو"

بقول مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ: "وقت کا تجدیدی کام یہ ہے کہ امّت کے نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقے میں اسلام کی اساسیت اور اس کے نظام و حقائق اور رسالتِ محمدی ﷺ کا وہ اعتماد واپس لایا جائے جس کا رشتہ اس طبقے کے ہاتھ سے چھوٹ چکا ہے۔ آج کی سب سے بڑی عبادت یہ ہے کہ اس فکری اضطراب اور ان نفسیاتی الجھنوں کا علاج بہم پہنچایا جائے جس میں آج کا تعلیم یافتہ نوجوان بُری طرح گرفتار ہے، اور اس کی عقلیت اور علمی ذہن کو اسلام پر پوری طرح مطمئن کر دیا جائے۔"[45]

تطہیر کردار و اخلاق:۔ مغربی معاشروں میں اخلاقی بے راہ روی کی ترویج میں ان کے دانشوروں اور ادیبوں کا بھی کردار ہے۔ چنانچہ انگریز ماہرِ معاشیات مالتھس، جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر Bebel اور برطانوی فلسفی مل وغیرہ نے جنسی حدود سے تجاوز پر لوگوں کو اکسایا اور اپنے مؤقف کی تائید میں اخلاق سوز استدلال پیش کرتے ہوئے نکاح کو غیر ضروری اور غیر فطری جبکہ جنسی بے راہ روی کو عین تقاضائے فطرت قرار دیا۔ نبی اکرم ﷺ نوجوانوں کی کردار سازی پر بہت توجہ دیتے تھے۔ قریشی نوجوان کے اجازت نکاح کے مطالبہ پر فرمایا: کیا تم یہ بات اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ نوجوان نے کہا: میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو یہ بات میں اپنی ماں کے لیے کبھی پسند نہیں کر سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی بہن، پھوپھی اور خالہ کے بارے میں اس طرح کے سوالات کیے، بعد میں اس سے پوچھتے، کیا تم اسے ان کے لیے پسند کرتے ہو۔ وہ ہر بار یہی کہتا: میری جان آپ ﷺ پر قربان ہو، خدا کی قسم! یہ بات میں ہرگز پسند نہیں کر سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس نوجوان کو اپنے قریب بلایا اور اس کے لیے اللہ سے دعا کی۔ جس کے بعد وہ کبھی بھی اس بے ہودہ کام کی طرف مائل نہیں ہوا۔[46] نیز ارشاد فرمایا "لوگوں نے اگلی نبوت کی باتوں میں جو کچھ پایا اس میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب تم کو شرم نہ رہے تو جو جی چاہے کرو۔"[47] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ شادی کرے کیونکہ نکاح کا عمل آنکھ کو بہت زیادہ نیچے رکھنے والا اور شرم گاہ کی خوب حفاظت کرنے والا ہے، اور جو کوئی اس کی طاقت نہیں رکھتا اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ اس کے لیے شہوت کو توڑنے والے ہیں۔[48]

تخلیقی صلاحیتوں کی بارآوری:۔ ملّت اور سماج کی تعمیر و ترقی میں نوجوان قوم کا ہراوّل دستہ ہوتے ہیں۔ نوجوان ذہنی اور جسمانی لحاظ سے مضبوط ہوتے ہیں، لیکن جدید ذرائع ابلاغ اور ٹیکنالوجی نے

نوجوانوں کی ذہنی، جسمانی اور تخلیقی صلاحیتوں پر منفی اور مضر اثرات مرتب کیے ہیں۔ آج کے نوجوان کا بیشتر وقت موبائل فون، فیس بک اور انٹرنیٹ پر گیمز کھیلنے میں صرف ہوتا ہے۔ ہمہ وقت بیٹھے رہنا اور مستقل سکرین پر نظریں جمائے رکھنے سے نوجوانوں کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں پر منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ سیرتِ نبویہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نوجوانوں کی ذہنی وجسمانی سرگرمیوں اور تربیت کی طرف خصوصی توجہ دیتے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"مدینہ ہجرت کرکے آتے ہی آنحضرت ﷺ نے اپنے گھر کے سامنے ایک چبوترہ بنادیا، جس پر سائبان بھی تھا، اسے صفّہ کہتے تھے۔ دن کو یہ مدرسہ (بلکہ جامعہ) بن جاتا تھا اور رات کو دارالاقامہ اور بورڈنگ۔ یہاں اعلیٰ تعلیم تو خود رسول کریم ﷺ دیا کرتے تھے لیکن ابتدائی تعلیم اور لکھنا پڑھنا سکھانا، یہ کام نوجوان رضاکاروں کے سپرد تھا۔"[49] غزوہ بدر میں مکّے کے قیدیوں کا فدیہ آنحضرت ﷺ نے یہ مقرر فرمایا کہ ہر شخص مدینے کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے۔"[50] حضرت زید بن ثابتؓ جو ایک نوجوان صحابی تھے انہوں نے اسی طرح لکھنا پڑھنا سیکھا۔ان کی ذہانت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ فارسی، حبشی، یونانی اور عبرانی زبانیں بھی اپنے شوق سے مدینہ آنے والے مسافروں سے چند روز میں سیکھ لیں۔اور جب آنحضرت ﷺ نے انہیں عبرانی خط سیکھنے کا حکم دیا تو پندرہ دن میں اس میں مہارت پیدا کرلی۔[51]

کاتبینِ وحی میں سے اکثر صحابہ نوجوان ہی تھے جن میں حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ شامل تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بعض نوجوان صحابہ کرامؓ میں ذاتی صلاحیتیں دیکھ کر انہیں یک فنّی تخصیص کا موقع دیا۔ حضرت زید بن ثابتؓ حساب کے ماہر تھے۔اسی لیے آپ ﷺ نے انہیں وراثت کی تقسیم کے فن کا امام قرار دیا۔[52] حضرت ابوہریرہؓ کے حافظے کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی۔ چنانچہ وہ احادیثِ نبویہ ﷺ کے سب سے بڑے حافظ بنے۔ حضرت ابنِ عباسؓ جو بالکل ہی نوعمر صحابی تھے۔ان کے لیے دعا فرمائی اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التاویل[53] چنانچہ وہ علومِ قرآن اور تفسیرِ قرآن میں اتنے ماہر ہوئے کہ ترجمان القرآن، حبر الامّۃ اور بحر الامّۃ کے القاب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت علیؓ بھی نوجوان صحابی تھے۔رسول کریم ﷺ نے آپؓ کو یمن کا قاضی بناکر بھیجا اور ان کے حق میں یوں دعا فرمائی۔"اے اللہ اس کی زبان کو استقامت اور دل کو ہدایت عطا فرما۔"[54] چنانچہ رسولِ کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور آپؓ ان صفات سے بہرہ ور ہوئے۔ ذہنی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نوجوانوں کی جسمانی تربیت کی طرف بھی توجہ

فرماتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نوجوانوں کو پیراکی اور نشانہ بازی سیکھنے کا حکم دیتے تھے۔[55] کشتی کا فن بھی عہدِ نبوی ﷺ کی جسمانی ریاضتوں میں شامل تھا۔ آنحضرت کا رکانہ پہلوان کو مسلسل تین بار کشتی میں پٹکنا تاریخ کا ایک مشہور واقعہ ہے۔[56]

دوڑ کے سلسلہ میں آدمیوں کی، گھوڑوں، گدھوں اور انٹوں کی دوڑ سب سے زیادہ مقبول تھی۔ آنحضرت ﷺ خود اس پر انعام دیا کرتے تھے۔ تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کے لیے الگ الگ مسافتیں مقرر تھیں۔ وہ مقام اب تک مدینہ منورہ میں محفوظ ہیں جہاں سے شرط کے گھوڑے وغیرہ روانہ ہوتے تھے۔ اور وہ مقام بھی جہاں کھڑے ہو کر آنحضرت ﷺ جیتنے والے کا تعین کرتے تھے۔ اس آخر الذکر مقام پر اب ایک مسجد ہے۔ جو مسجد السّبق (دوڑ کی مسجد) کے نام سے موسوم ہے۔"[57] دورِ جدید کے نوجوانوں پر لازم ہے کہ وہ سیرتِ طیبہ کے زرّیں اصولوں کی روشنی میں اپنی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کو پروان چڑھائیں تاکہ وہ سماج کے لیے مفید ثابت ہوں اور اپنا قائدانہ کردار ادا کر سکیں۔

قائدانہ کردار:۔ سیرت نبویہ ﷺ کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نوجوانوں کو قیادت کے لیے تیار کیا۔ چنانچہ اکثر ذمّہ داری کا کام آپ ﷺ نوجوانوں کے سپرد ہی کرتے تھے۔ اس کی متعدد نظیریں سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ جب کسی قبیلے نے اسلام قبول کیا تو آنحضرت ﷺ نے کسی ذہین وفطین نوجوان کو اس کا سردار مقرر کیا۔ اصل میں معیار یہ تھا کہ اسلامی اصول وشریعت سے کون زیادہ واقف ہے، نماز پڑھانے کے لیے کس کو قرآن کریم کی سورتیں زیادہ حفظ ہیں، کون اپنے نئے دین سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کرتا ہے؟ یہ صفات بالعموم نوجوانوں میں پائی جاتی ہیں۔ ایک صحابی سلمہ الجرمی کا بیان ہے کہ جب میں اپنے قبیلے والوں کے ساتھ مسلمان ہوا تو میری عمر بہت کم تھی لیکن قرآنی سورتیں زیادہ یاد ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے مجھے میرے قبیلے کا امام مقرر فرمادیا۔[58]

دیگر اہم اور ذمّہ داری کے کام بھی اکثر نوجوانوں کے سپرد کیے جاتے تھے۔ مثلاً حضرت اسامہ بن زیدؓ کو صرف سترہ سال کی عمر میں فوج کا سپہ سالار مقرّر کیا۔[59] جنگِ خیبر میں حضرت علیؓ کی عمر بمشکل پچیس سال کی ہوگی۔ انہیں ایک بہت اہم معرکے کا افسر بنایا گیا۔[60] بعد کے سالوں میں انہیں گورنر اور قاضی کے عہدے بھی دیے گئے۔[61] حضرت عمر بن حزمؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ بھی بہت نوعمر صحابہؓ تھے۔ انہیں یمن کے اہم صوبے کا علی الترتیب گورنر اور انسپکٹر جنرل تعلیم بنایا گیا۔[62] حضرت معاذؓ کے متعلق

علامہ طبری لکھتے ہیں کہ ان کا کام یہ تھا کہ گاؤں گاؤں اور ضلع ضلع دورہ کریں اور وہاں تعلیم کی نگرانی اور بندوبست کریں۔[63]

ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق: "انتظامِ مملکت اور سیاستِ مدن کے لیے جہاں بہت سے عام ادارے قائم ہوئے وہیں شہروں اور قبیلوں کا اندرونی نظام بھی درست کیا گیا۔ ہر گاؤں یا شہر کے ہر محلے میں ہر دس دس آدمیوں پر ایک عریف مقرّر ہوتا تھا۔ اور جملہ مقامی عریفوں کا ایک نقیب ہوتا جو براہ راست عامل (گورنر) کے پاس جوابدہ ہوتا اور عامل کے احکام کا نفاذ بھی اس کے ذریعے سے ہوتا۔ عریف کا کام عموماً نوجوانوں کو دیا جاتا اور وہ بڑی مستعدی اور پھرتی سے اپنے فرائض بجالاتے۔ ہوازن کے قیدیوں کی رہائی کے متعلق ہزاروں ہی آدمیوں سے رائے لینی تھی یہ کام عریفوں نے دیکھتے دیکھتے انجام دیا اور نتیجہ آکر آنحضرت ﷺ کو سنادیا۔"[64]

مزید لکھتے ہیں: "حوصلہ افزائی کے لیے نوجوانوں کو شاباشی اور انعام واکرام کی بھی کمی نہ تھی۔ اور نوجوانوں کی تربیت پر توجہ کرنا ہی وہ راز معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم جس نے ابتدائے آفرینش سے کبھی حکومت کا نام نہ سنا تھا، وہ پندرہ بیس سال ہی میں جب تین براعظموں کی مالک بن جاتی ہے، تو ایسے اچھے مدبّر اور سپہ سالار اور منتظم افسر بھی مہیّا کرنے کے قابل ہوجاتی ہے جن پر تاریخِ انسانیت فخر کرسکتی ہے۔"[65]

الغرض عصرِ حاضر میں جدید ٹیکنالوجی اور برق رفتار ذرائع ابلاغ کے نتیجہ میں قائم ہونے والے عالمگیر سماج اور کثیر جہتی معاشروں کی تشکیل نے جس تہذیبی آشوب و تصادم کو جنم دیا ہے وہ انسانیت کے لیے لمحہءِ فکریہ ہے۔ ایسے میں پوری امّت مسلمہ کے اور بالخصوص نوجوانوں پر یہ ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے قائدانہ کردار ادا کریں۔ چنانچہ آج کا نوجوان دین پر استقامت ، حقیقی نصب العین سے وابستگی، دینی تشخص کی بقا، مذہبی رواداری، تطہیر کردار واخلاق اور تخلیقی صلاحیتوں کی بارآوری کے ذریعے جدید تکثیری سماج میں قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے تہذیبی آشوب و تصادم کو ختم کرکے محبّت واخوّت اور رواداری پر مبنی مثالی فلاحی سماج تشکیل دے سکتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] - Sarwat Sowlat, Duniya Mein Muslim Aqleeyaten, Idara Muaaraf Islami, Karachi, 1990, 2/47
[2] - Moosa Khan Jalal Zai, Muslman Aqleeyaten Charon Bareaazamon Mein, Student Services The Mall Lahore, 1993, 170-171
[3] -Pew Research Centre, Www. Pewforum.Org. 29 November 2017
[4] - Https://Www. The Guardian. Com, Religion: Why Faith Is, Becoming More And More Popular By Harriet Sherwood Monday 27 August 2018
[5] - Michael Quinlan, The Great Divide Where Religion Beliefs And The I Am Meet, University Of Notre Dame Autralia, August 24, 2017, The Conversation. Com
[6] - Suicide Of The West
[7] -Iftekhar Gillani, Bharati Muslman: Siyasi O Samaji Kasampursi, Mahana Tarjmaan Ul Quraan, Deccember 2018
[8] - Timar Ansaar, Israeel Mein Nasal Parasti Ka Qanoon Aur Nitaej, Tarjmaan Ul Quraan, August 2018
[9] - HSIN YILO, A Multi- Faith Society. The Path Way To Harmony, Feburary 2013, Right Now. Org. Au
[10] - Http://Www. Express. Pk/Story, 21/ 11/ 2015
[11] - Http://Vigarehind. Com
[12] - Dr. Kitaani, Yowrap Aur Amrica Ky Musalman, Ba Hawala Sarwat Sowlat, Duniya Mein Muslim Aqleeyaten, Idara Muaaraf Islami, Karachi,1990,1/18
[13] -Masood Albdali, America Mein Islam Fobia Aur Tashadud Ki Lehar, Roznama Umat, Karachi, 10 August 2012, P10
[14] -Iftekhar Gillani, Aazadi E Izhaar, Magarabi Tzadaat Aur Musalmaan, Tarjmaan Ul Quraan, November 2018
[15] -Rwznamo Niwaey Waqat, Lahore, 4 July, 2016, P 3
[16] -Ramazan Asghar, Musalmaano Ky Khilaf Nafrat Angez Jraaem Mein Izafaa, Hafat Roza Nidaey Milat, 8 Ta 14 Oct 2015, Shumara:5, 5/33
[17] - Http:// Waqtnews. Tv. 04/ 01/ 2013
[18] -Ramazan Asghar, Musalmaano Ky Khilaf Nafrat Angez Jraaem Mein Izafaa, Hafat Roza Nidaey Milat, 8 Ta 14 Oct 2015, P 33
[19] -Roznama Jang, 11 Jan 2019
[20] -Syed Abu Alhassan Nadawi, Nae Duniya America Mein Saaf Saaf Baaten, Majlis Nashariyat E Islam, P 96
[21] - Http://Www. Express. Pk/ Story, 21- 11- 2015
[22] -Muhammad Siddique Shah Bukhari, Rawadari Aur Magrib, Ilm O Arfaan Publishers, Lahore, 1999, P 276
[23] -Tayyeba Zia Cheema, 11 Sep, Unique Palace, Lahore, P 13
[24] -Ayezan, P 170
[25] -Http: // Viqavehind. Com.
[26] -Haamiim Alsajadah, 30/41
[27] Tirmazi, Muḥammad bin Isa,Al-sunan Abwab Alzuhad, Bab Maa Jaaea Fi Hafaz Ullisaan, Hadees No 2410
[28] -Syed Abu Alhassan Nadawi, Nae Duniya America Mein Saaf Saaf Baaten, Majlis Nashariyat E Islam, P 96
[29] -Ibn E Majah, Muhammad Bin Yazeed Alqazweni, Alsunan, Almqadam, Bab Fil Imaan, Hadees No:61, 1/86
[30] -Al-room, 30:22
[31] -Al-maida, 5:48
[32] - Tahseen Fraaqi, Dr, Insaaniyat:Fasaad Aur Sulah Ky Dorahy Par, Dec 2018
[33] -Ayezan
[34] -Muslim Bin Hajaaj Alqasheri, Al-Sahih, Kitab Albir Wa Silah Wal Adab, Bab Tehreem Althaasad Wal Tagabaz Wal Tadabr

[35] - Maqbool Ahmad Siraj, 48th Annual ISNA Convention At Chicago Pluralism Will Be The Challenge Of 21st Century, Radiance Views Weekly, 17 July 2011, Radiance Weekly. In Portual Archine
[36] - Naji Ibrahim Arfaj, Dr. Have You Discovered Its Realbeauty, P: 13, Https: //Www. Goodreads .Com
[37] -Al-zaariyat,51: 56
[38] - HSIN YILO, A Multi-Faith Society: The Path Way To Harmony, Rightnow . Org. Au, Feburary 2013
[39] -Mahnamah Siraat E Mustaqeem, Burmengham, March 2001, P 4
[40] - Ibn E Teymiyah, Ahmad Bin Abdul Haleem, (M:728H), Aqtiza Alsiraat Al Mustaqeem, Dar Aalim Alkutab, Beroot, Labnan, 1999, 1/511
[41] -Al-maida, 5:51
[42] - Abu Dawood,Suleman bin Ash-as,Alsunan, Kitab Al Libaas, Bab Fi Labs Alshahrah, Hadees No 4031
[43] -Sahih Muslim, Kitab Ulilm, Bab Itebah Alsunan Alyahood Wal Nsaara, Hadees No 2669
[44] -Ibn E Kaseer, Ismaeel Bin Umar, Abu Alfida, (M:774H), Albdaayah Wal Nihayaah, Tahqeeq:Ali Sheri, Darul Fikar, 1986, 4/171
[45] -Abu Alhassan Ali Nadawi, Syed , Niya Tufaan Aur Asi Ka Muqablo
[46] -Al Nisaai, Ahamad Bin Shoaib, Alsunan Ulkubra, Tahqeeq : Hassan Abdul Muanaam Shibli, Mowsasth Alrisaalh, Bairut, 2001, Bab Ma Yaqoolu Iza Raaea Hyitah Fi Masknah, Hadees No 10762, 9/356
[47] -Sunan Abu Dawood, Kitab Aladab, Bab Fi Al Hiyah, Hadees No: 4997
[48] -Al Bukhari, Imam Muhammad Bin Ismaeel, Sahih Bukhari, Kitab Al Nikah, Bab Man Lam Yastaateeh Libatah Fal Yasum
[49] -Dr Muhammad Hameed Ullah, Ehad E Nabawi Mein Nizam E Hukmiraani, Urdu Acedemi Sindh, Karachi, Sep, 1987, P 291
[50] -Ibn E Saad, Muhammad Bn Mnbah Alzohari, Altabqaat Ul Kubra, Dar Ahyaa Alturaas Al Arabi, Beroot, Labnan, 1996, 2/260
[51] -Ehad E Nabawi Mein Nizam E Hukmiraani , Pg 203
[52] - Jamey Timazi, Abwaab Almnaaqib, Mnaaqib Muaaz Bin Jabal W Zaid Bin Saabit Wa Abi Abaida Bin Jarah, Hadees No 4043, 199/1
[53] -Bukhārī, Muḥammad bin ismā'īl, Al-Ṣaḥīḥ ,Kitab Fzaael Alsihabah, Bab Man Fzaael E Abdullah Bin Abaas; Sahih Bukhari, Kitab Ulilm, Bab Qol Alnabi "Allah Hu Ma Ilm Hum Alkitaab" Hadees No 75, 1/169
[54] -Altabqaat Ul Kubra, 2/337
[55] -Al Kitaani, Abdul Haeei, Altraarib Alidariyatah, Almusma Bihi Nizaal Al Hakumat Alnabawiyah, Dar-e-Ahya Alturas Alarabi, Bairut, Labnan, 2/51, 314/2, 315, 239
[56] - Ibn E Qaeeyam Aljoziyah, Muhammad Bin Abi Bakar, Alfrusiyah, Muhaqaq: Mashahoor Bin Hassan Bin Mehmood, Dar Al Undulas Al Saoodiyah, 1993,1/86-87
[57] Ehad E Nabawi Mein Nizam E Hukmiraani, P 295
[58] -Bukahri, Al-Sahih, Kitab Almagaazi, Hadees No 4302
[59] - Ibn E Hashaam, Abdul Malak Bin Hashaam, Alseeratul Nabawiyah, Shirkatah Makatabah Wa Matbaeah Mustafa Albabi Alhalabi Wa Aulaad Bimisar, 1955, 2/606-641
[60] -Tabari, Muhammad Bin Jareer, Tareekh Alrusal Wal Malook, Dar Alturaas , Beroot, 1375 H, 12,3/13
[61] Ibn E Saad, Muhammad Bin Saad Munabeh, Alzohari, Al Tabaqaat Tul Kubra, Daar Saadar, Beroot, 1968, 257, 337
[62] -Al Qurtabi, Muhammad Bin Abdul Bar, Alisteaab Fi Maarifatul Ashaab, Maktabah Dar A;Baaz, Makkah Almukaramah, 3/460
[63] -Tareekh Al Rusal Wal Malook, 2/388
[64] -Ehad E Nabawi Mein Nizam E Hukmiraani,p293
[65] -Ayezan